لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

المواهب اللدنية

بالمنح المحمدية

(اردو ترجمہ)

مع حواشی شرح زرقانی

تصنیف

شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ
بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے

اَلْمَوَاہِبُ اللَّدُنِّیَّۃ

بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِیَّۃ

(اردو ترجمہ)

الجزء الاوّل

تصنیف

شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۸۵۱ــــ۹۲۳ھ)

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، فاضل علوم شرقیہ

مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور

الطبع الاوّل : ربیع اوّل 1425ھ / مئی 2004ء

الطبع الثانی : محرم 1432ھ / جنوری 2011ء

فرید بُک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵

فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹

ای۔میل : info@faridbookstall.com

ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

Farid Book Stall

Phone No:092-42-37312173-37123435

Fax No.092-42-37224899

Email:info@faridbookstall.com

Visit us at:www.faridbookstall.com

دے دی ہے، چنانچہ لوگ مجھ سے ہٹ گئے۔ فرماتے ہیں: مسلسل یہ عمل جاری رہا لوگ مجھے مارتے اور میں ان کو مارتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱۶، دلائل النبوۃ لابی نعیم جز اول ص ۷۹، کشف الاستار عن زوائد البزار جلد ۳ ص ۱۶۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آسمان والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر خوش ہوئے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۱ باب فضائل صحابہ)

شعب بنی ہاشم میں داخلہ اور صحیفہ کی خبر

جب قریش نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھیوں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے غلبہ حاصل ہو گیا اور حبشہ میں آپ کے صحابہ کرام کی عزت افزائی ہوئی نیز قبائل میں اسلام پھیل گیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے پر اتفاق کیا۔ یہ خبر حضرت ابو طالب کو پہنچی تو انہوں نے جو ہاشم اور بنو مطلب کو جمع کیا، چنانچہ وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گھاٹی میں لے گئے اور قتل کا ارادہ کرنے والوں سے آپ کو بچایا، چنانچہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق قبائلی غیرت کے تحت اس میں کفار بھی شریک ہوئے۔

جب قریش نے یہ بات دیکھی تو وہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ وہ ایک تحریر کے ذریعے بنو ہاشم اور بنو مطلب کا بائیکاٹ کریں کہ نہ تو ہم ان کے ہاں شادی کریں اور نہ ہی ان کو رشتہ دیں گے اور اسی طرح ان سے خرید و فروخت بھی نہیں کریں گے اور جب تک وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے ہمارے حوالے نہ کریں ہم ان سے صلح نہیں کریں گے۔ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام جلد اول ص ۲۱۹)

یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ کے خط سے تحریر ہوا اور یہ بھی کہا گیا کہ بغیض بن عامر نے لکھا تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ انہوں نے یہ تحریر کعبہ شریف کے اندر لٹکا دی اور یہ نبوت کے ساتویں سال محرم الحرام کا واقعہ ہے۔

بنو ہاشم اور بنو مطلب، ابو طالب کے ہاں چلے گئے اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے۔ البتہ ابولہب داخل نہ ہوا۔ دو یا تین سال یہی صورت حال رہی۔ ابن سعد کہتے ہیں: دو سال ٹھہرے حتیٰ کہ سخت مشقت اٹھائی اور ان تک ہر چیز پوشیدہ طور پر پہنچتی تھی۔ (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۰۸)

غرانیق کا واقعہ

مہاجرین حبشہ میں کچھ لوگ اس وقت آئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم پڑھی۔ "والنجم اذا ھوی" جب آپ "افرءیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری" پر پہنچے تو شیطان

نے آپ کی تلاوت میں یہ الفاظ ڈال دیئے: "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی"۔
جب آپ نے سورہ ختم کی تو سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ آپ نے ان کے معبودوں کا اچھے انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔ شیطان نے بھی اسے پھیلایا حتیٰ کہ سرزمین حبشہ تک پہنچ گئی، وہاں موجود حضرت عثمان بن مظعون اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک بھی یہ بات پہنچی اور ان لوگوں نے آپس میں باتیں کیں کہ تمام اہل مکہ مسلمان ہوگئے ہیں اور انہوں نے حضور علیہ السلام کے ہمراہ نماز پڑھی ہے اور اب مسلمان مکہ مکرمہ میں پرامن ہوگئے ہیں، چنانچہ وہ یہ بات سن کر حبشہ سے جلدی واپس آگئے۔

غرانیق کا معنی

غرانیق اصل میں پانی کے نر پرندوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد غرنوق یا غرنیق ہے، اس کی سفیدی کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ کرکی (سارس) ہے۔ سفید رنگ کے نرم و نازک آدمی کو بھی غرنوق کہا جاتا ہے۔
اور ان لوگوں کا خیال تھا کہ ان کے بت ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے اور ان کی سفارش کرتے ہیں تو ان بتوں کو اس پرندے سے تشبیہ دی گئی جو اوپر کو جاتا اور بلند ہوتا ہے۔ اور جب مشرکین پر واضح ہوگیا کہ یہ بات نہیں ہے تو ان کو پہلے سے زیادہ غصہ آیا۔

اس واقعہ کو جھوٹا قرار دینے والے

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے "الشفاء" میں اس واقعہ پر گفتگو کی اور اس کی اصل کو کمزور قرار دیا جو کافی وشافی ہے لیکن آپ کے بعض کلام کا تعاقب کیا گیا جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔
حضرت امام فخرالدین رازی کی تفسیر میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ قصہ باطل من گھڑت ہے، اس کی بات کرنا جائز نہیں۔
ارشاد خداوندی ہے:
وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔(النجم: ۳-۴)
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے بلکہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:
سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی۔(الاعلیٰ: ۶)
عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں گے پس آپ نہیں بھولیں گے۔(التفسیر الکبیر للرازی جزء الثالث والعشرون ص۵۰)

حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بطور نقل یہ واقعہ ثابت نہیں ہے، پھر انہوں نے اس کے راویوں

کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مطعون ہیں۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں روایت نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ کیا۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں یا مشرکین، انسانوں اور جنوں سب نے سجدہ کیا لیکن اس میں غرانیق کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۲۱، کتاب التفسیر)

بلکہ یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے لیکن اس میں غرانیق کی بات نہیں ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی جزء الثالث والعشرون ص ۵۰)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جن لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بتوں کی تعظیم کو جائز قرار دیا وہ کافر ہو گئے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ آپ کی مساعی جلیلہ کا سب سے بڑا مقصد بتوں کی نفی کرنا تھا اگر ہم اس بات کو جائز قرار دیں تو آپ کی شریعت سے امان (اور اعتماد) اٹھ جائے گا اور ہم شریعت کے تمام احکام میں اس قسم کی باتوں کو جائز قرار دینا شروع کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی باطل قرار پائے گا:

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔ (المائدہ: ۶۷)

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو کچھ اتارا گیا اسے بیان کیجئے، اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (گویا) آپ نے اپنا پیغام نہیں پہنچایا۔

وحی میں کمی اور زیادتی کرنے میں کوئی فرق نہیں (دونوں طرح ناجائز ہے) تو ان وجوہ کی بنیاد پر ہمیں اجمالی طور پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ من گھڑت ہے اور کہا گیا کہ یہ واقعہ زندیقوں نے گھڑا ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ (امام بیہقی کا کلام مکمل ہوا۔)

لیکن یہ بات اس طرح نہیں جیسا کہ امام بیہقی نے فرمایا، اسے ابن ابی حاتم (حافظ ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد تمیمی رازی رحمہ اللہ)، طبری اور ابن منذر (محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری رحمہ اللہ) نے حضرت شعبہ کے طریق سے، انہوں نے حضرت ابن بشر سے اور انہوں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح ابن مردویہ، بزار اور ابن اسحٰق نے سیرت میں موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں اور ابو معشر نے سیرت میں ذکر کیا۔

اور حافظ عماد الدین بن کثیر وغیرہ نے بھی اس پر آگاہ کیا لیکن فرمایا کہ اس کے تمام طرق مرسل ہیں (درمیان میں راوی چھوٹے ہوئے ہیں) اور انہوں نے صحیح وجہ کے ساتھ بطور مسند اسے نہیں پایا۔ حافظ عماد الدین کے اس قول کا تعاقب کیا گیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

اسی طرح اس کی اصل کے ثابت ہونے پر شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی خبردار کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابن ابی حاتم، طبری اور ابن منذر نے متعدد طرق سے حضرت شعبہ سے روایت کیا، انہوں نے حضرت ابو بشر سے اور انہوں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی، جب "افرء یتم اللات والعزی ومناۃ

الثالثۃ الاخری" پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی" ڈال دیا۔ مشرکین نے کہا: انہوں نے آج سے پہلے کبھی بھی ہمارے معبودوں کا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں کیا چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ۔(الحج: ۵۲)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو۔

امام بزار اور ابن مردویہ نے امیہ بن خالد کے طریق سے روایت کیا وہ حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی سند سے حضرت سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ میرا خیال ہے پھر حدیث کو چلایا۔ حضرت بزار نے فرمایا یہ حدیث متصل طریقے پر اسی سند سے مروی ہے اور اس کے توصل (متصل ہونے) میں امیہ بن خالد تنہا ہیں اور وہ ثقہ (قابل اعتماد) مشہور ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ کلبی کے طریق سے بھی مروی ہے۔ وہ ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور کلبی متروک ہیں، ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح نحاس (ابوالعباس احمد بن محمد بن عیسیٰ مصری حافظ صدوق (نہایت سچے)) ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں جس میں واقدی ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۳)

ابن اسحٰق نے سیرت میں اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کی اسناد محمد بن کعب قرظی سے کی ہے، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا۔

ابو معشر نے سیرت سے متعلق اپنی کتاب میں محمد بن کعب قرظی اور محمد بن قیس سے روایت کیا اور اسے طبری کے طریقے پر لائے۔

ابن مردویہ نے عباد بن صہیب کے طریقے سے نقل کیا، وہ یحییٰ بن کثیر سے وہ کلبی سے وہ ابو صالح اور ابو بکر ہذلی سے اور ایوب نے عکرمہ سے اور سلیمان تیمی سے اور انہوں نے اس سے جس سے انہوں نے حدیث روایت کی اور ان تینوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

طبری بھی اسے عوفی (عطیہ بن سعد بن جنادہ) کے طریق سے لائے ہیں اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، ان سب کا معنی ایک ہی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۳)

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی رائے

حضرت سعید بن جبیر کے طریقے کے علاوہ تمام طرق یا تو ضعیف ہیں یا منقطع لیکن طرق کی کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس واقعہ کی کوئی اصل ضرور ہے۔

اس کے علاوہ اس کے دو مرسل طریقے اور بھی ہیں اور ان کے راوی صحیح بخاری کی شرط پر ہیں۔

ان میں سے ایک وہ جسے طبری نے یونس بن یزید کے طریقے سے ذکر کیا۔ وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں، ابن شہاب فرماتے ہیں: مجھ سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا پھر انہوں نے اسی طرح ذکر کیا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۳)

اور دوسرا وہ جسے معتمر بن سلیمان اور حماد بن سلمہ کے طریق سے روایت کیا۔ یہ دونوں داؤد بن ابی ہند سے اور وہ ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عربی نے اپنی عادت کے مطابق تحقیق کی جرأت کی ہے، پس فرمایا کہ طبری نے اس سلسلے میں بہت سی روایات ذکر کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ ابن عربی کا یہ مطلق قول ان پر رد کر دیا گیا، اسی طرح قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول بھی رد کیا گیا۔

قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس حدیث کو اہل صحت نے روایت نہیں کیا اور نہ ہی ثقہ راویوں نے متصل سلیم سند سے نقل کیا پھر یہ کہ اس کے نقل میں کمزوری ہے، روایات میں اضطراب اور سند میں انقطاع ہے۔

اسی طرح قاضی عیاض رحمہ اللہ کا یہ قول بھی رد کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ تابعین اور مفسرین میں سے جس نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ان میں سے کسی نے بھی اسے مسند بیان نہیں کیا اور راس کے بیان کرنے والے تک نہیں پہنچایا اور اس سلسلے میں اکثر طرق ضعیف اور نکمے ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۳)

وہ فرماتے ہیں: حضرت بزار نے بیان کیا کہ یہ حدیث کسی ایک طریقے سے معروف نہیں ہے جس کا ذکر جائز ہو البتہ ابوبشر کا طریق کہ وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس کے اتصال میں بھی شک ہے، جہاں تک کلبی کا تعلق ہے تو اس کے زیادہ ضعیف ہونے کی وجہ سے اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

پھر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے درایت کے طور پر اس کو رد کیا کہ اگر یہ بات ہوتی (یعنی حضور علیہ السلام کی قرأت میں شیطان نے دخل اندازی کی ہوتی) تو مسلمان ہونے والوں میں سے اکثر لوگ مرتد ہو چکے ہوتے لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ منقول نہیں ہوا۔۔۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول مکمل ہوا۔

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ تمام اقوال قواعد کے مطابق نہیں ہیں کیونکہ جب طرق زیادہ ہوں اور ان کے خروج کے مقامات مختلف ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ہے اور ہم نے ذکر کیا کہ ان میں سے تین سندیں صحیح بخاری کی شرط پر ہیں اور یہ ایسی مرسل روایات ہیں کہ مرسل روایت سے استدلال کرنے والے حضرات ان سے استدلال کرتے ہیں، اسی طرح جو مرسل روایات سے استدلال نہیں

کرتے، وہ بھی ان احادیث کے باہم ایک دوسرے کو مضبوط کرنے کی وجہ سے ان سے استدلال کرتے ہیں۔
جب یہ بات پکی ہوگئی اور جو کچھ اس واقعہ میں ذکر کیا گیا وہ منکر معلوم ہوتا ہے اور وہ شیطان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ کلمات جاری کرنا ہے "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی"--- لیکن اسے ظاہر پر محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات محال ہے کہ آپ قرآن پاک میں جان بوجھ کر اس بات کا اضافہ کریں جو اس میں نہیں ہے، اسی طرح وہ بات جو توحید کے خلاف ہے اسے بھول کر بھی اضافہ نہیں کرسکتے کیونکہ (آپ معصوم ہیں اور) یہ بات آپ کی عصمت کے خلاف ہے۔
(فتح الباری جلد ۸ ص ۳۳۳)

واقعہ کی تاویل

علماء کرام نے اس سلسلے میں مختلف مسلک اختیار کیے ہیں:
(۱) کہا گیا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی تو یہ کلمات آپ کی زبان پر جاری ہوئے اور آپ کو اس کی خبر نہ ہوئی، جب اس بات کا علم ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو محکم کردیا۔ یہ بات طبری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔
لیکن حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسے رد کرتے ہوئے غیر صحیح قرار دیا کیونکہ یہ بات نبی کے لیے جائز نہیں اور شیطان نیند کی حالت میں بھی آپ پر غلبہ نہیں پاسکتا۔
(۲) شیطان نے آپ کو مجبور کردیا حتیٰ کہ آپ نے کسی اختیار کے بغیر یہ کلمات کہے۔ اس بات کو ابن عربی نے رد کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ۔ (شیطان نے کہا) مجھے تم پر طاقت نہیں تھی۔
(ابراہیم: ۲۲)
فرماتے ہیں: اگر شیطان کو اس بات پر قوت ہوتی تو کوئی شخص عبادت نہ کرسکتا۔
(۳) مشرکین جب اپنے معبودوں کا ذکر کرتے تو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ کے ساتھ معلق ہونے کی وجہ سے یہ کلمات آپ ﷺ کی زبان پر بھول کر جاری ہوئے جب آپ نے ان سے سنا۔
حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ عنہ نے اس بات کو عمدہ طریقے سے رد کیا۔
(۴) ہوسکتا ہے آپ نے کفار کو جھڑکتے ہوئے یہ کلمات کہے ہوں۔
حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات اس وقت جائز ہوتی جب وہاں کوئی قرینہ موجود ہوتا جو آپ کی مراد پر دلالت کرتا خصوصاً جبکہ اس دور میں نماز کے دوران کلام کرنا جائز تھا۔
قاضی ابوبکر محمد بن الطیب باقلانی بغدادی رحمہ اللہ نے اسی بات کی طرف میلان کیا ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۴)

(۵) یہ بھی کہا گیا کہ جب آپ "ومناۃ الثالثۃ الاخری" پر پہنچے تو مشرکین کو ڈر پیدا ہو گیا کہ اس کے بعد کوئی ایسی بات آئے جو ان کے خداؤں کی مذمت میں ہو تو انہوں نے اس کلام کی طرف جلدی کی اور انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت میں خلط ملط کر دیا جس طرح ان کی عادت تھی کہ وہ کہتے تھے اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں لغو باتوں کو ملا دو لیکن اسے شیطان کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ اس نے ان کو اس بات کی ترغیب دی یا شیطان سے انسانی شیطان مراد ہے۔

(۶) کہا گیا ہے کہ "الغرانیق العلی" سے فرشتے مراد ہیں اور کفار، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے اور ان کی پوجا کرتے تھے تو ان سب کا ذکر اس ترتیب سے کیا کہ اپنے اس ارشاد گرامی سے سب کا رد کر دیں، ارشاد خداوندی ہے:

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی ۔(النجم: ۲۱) کیا تمہارے لیے بیٹے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے بیٹیاں ہیں۔

جب مشرکین نے سنا تو انہوں نے اسے سب پر محمول کیا اور کہنے لگے کہ انہوں نے (حضور علیہ السلام نے) ہمارے معبودوں کی تعظیم کی ہے اور وہ اس بات پر راضی ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دو کلموں کو منسوخ کر کے اپنی آیات کو محکم بنا دیا۔

(۷) یہ بھی کہا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے تو شیطان نے ایک سکتے کا انتظار کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی حکایت کے طور پر یہ کلمات کہے، چنانچہ جو لوگ قریب تھے انہوں نے سن کر اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خیال کیا اور پھیلا دیا۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام تاویلات میں سے یہ تاویل زیادہ بہتر ہے اور اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر سے ہوتی ہے کہ آپ نے لفظ تمنی کا معنی تلا (تلاوت کی) سے کیا ہے (یعنی القی الشیطان فی امنیتہ میں امنیتہ سے آپ کی تلاوت مراد ہے)۔

اس طرح ابن عزل نے بھی اس تاویل کو اچھا قرار دیا اور فرمایا: "فی امنیتہ" کا معنی "فی تلاوتہ" ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی کہ رسولوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اپنی طرف سے کچھ اضافہ کر دیتا ہے، پس یہ اس بات پر نص ہے کہ شیطان نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اضافہ کیا یہ آپ کا قول نہیں ہے۔

طبری نے اپنی جلالت قدر اور وسعت علم اور دقت نظر کے ساتھ اس بات میں سبقت کی اور اس معنی کو صحیح قرار دیا۔(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۴)